# شذرات

(۲)

اللہ کے تمام افعال حکمت اور کلی مصلحت کے مقتضی ہیں، لیکن وہ حکمت اور کلی مصلحت، جس کا کہ اسے علم ہے۔ اس پر واجب نہیں کہ وہ کسی خاص کے ساتھ لازماً جزوی مہربانی کرے یا خاص کو فائدہ پہنچائے۔ اس سے کوئی برائی صادر نہیں ہوتی اور جو کچھ کرتا ہے یا جو وہ حکم دیتا ہے، وہ ظلم اور جور کی طرف منسوب نہیں ہوتا۔ جو کچھ وہ پیدا کرتا، اور جو وہ امر دیتا ہے اس میں وہ حکمت کو ملحوظ رکھتا ہے۔ وہ اس لیے نہیں پیدا کرتا اور حکم دیتا کہ وہ کسی چیز کے ذریعہ اپنی ذات اور صفات کی تکمیل کرے اور یہ کہ امر کی کوئی حاجت اور غرض ہے، کیونکہ یہ تو کمزوری اور خرابی کی بات ہوئی۔

اللہ کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنے والا حکم دینے والا نہیں۔ اشیاء کے حسن و قبح کے تعین اور افعال کے موجب ثواب و عذاب ہونے کے بارے میں عقل کے ہاتھ میں فیصلہ نہیں۔ درحقیقت اشیاء کا حسن و قبح اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور حکم اور اس کی طرف سے لوگوں کو ان اشیاء کا مکلف بنانے پر ہے، پس ان میں سے بعض اشیاء ایسی ہوتی ہیں کہ عقل ان کے حسن و قبح کی وجہ اور مصلحت اور ان کی ثواب و عذاب سے مناسبت پا لیتی ہے، اور بعض ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے حسن و قبح اور موجب ثواب و عذاب کا علم پیغمبروں ہی کے ذریعہ ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے بارے میں خبر دیتے ہیں۔

اللہ کی صفات میں سے ہر صفت اس کی ذات کے ساتھ ایک ہے اور

وہ تعلق اور تجدد کے اعتبار سے بے نہایت ہے۔ اور اس کا یہ تعلق ان معنوں میں ہے جو اوپر گذرے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے فرشتے ہیں بڑے مرتبے والے اور مقرب اور ایسے فرشتے ہیں جن کے ذمے انسانوں کے اعمال کا لکھنا، کسی بندے کو ہلاکتوں سے بچانا اور بھلائی کی طرف دعوت دینا ہے اور یہ فرشتے بندوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا ایک معین درجہ ہے، اور اللہ کی طرف سے جو انہیں احکام ملتے ہیں، ان میں وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو انہیں حکم دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے شیاطین بھی ہیں اور ان میں سے ابن آدم کو شر پہنچتا ہے۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اسے بذریعہ وحی اتارا۔ (اور جیساکہ قرآن مجید میں ہے) وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ مایشاءُ۔ کسی آدمی کے لیے ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر الہام (کے ذریعہ) سے یا پردے کے پیچھے سے یا اس کی طرف رسول بھیجے، جو اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے اسے وحی پہنچائے۔ یہ ہے وحی کی حقیقت۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات میں الحاد جائز نہیں اور شرع نے اسماء و صفات کی جو حدیں مقرر کی ہیں، ان پر رک جانا چاہیے۔ موت کے بعد جسم کے ساتھ لوٹنا (معاد جسمانی) حق ہے۔ قیامت کے دن جسم اکٹھے ہوں گے اور ان میں ارواح لوٹائی جائیں گی اور یہ جسم ویسے ہی ہوں گے، جیسے کہ شرعاً و عرفاً تھے، اگرچہ یہ لمبے یا چھوٹے ہوں گے، جیساکہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کافر کا دانت احد پہاڑ کے برابر ہوگا، اور اہل جنت کے بیان میں حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ان کے جسم زیادہ لطیف ہوں گے، ایسے ہی، جیسے ایک بچہ وہی بچہ ہوتا ہے خواہ وہ (آگے چل کر) جوان اور بوڑھا ہو جائے اور اس کے جسم میں ہزار تبدیلیاں ہوں۔

جزاو سزا، حساب، صراط اور میزان سب حق ہیں اور جنت دوزخ حق ہیں اور وہ دونوں آج بھی مخلوق و موجود ہیں۔ البتہ نص شرعی نے ان کی جگہ کا تعین بالصراحت نہیں کیا، بہر حال وہ وہیں ہیں، جہاں اللہ تعالی انہیں چاہتا ہے۔ اور ظاہر ہے ہم اللہ تعالی کی تخلیق اور اس کے جہانوں کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

ایک مسلمان خواہ وہ کبیرہ کا مرتکب ہو، ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اس کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے: ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم۔ اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے، تو ہم تمہاری تقصیریں معاف کر دیں گے اور یہ تقصیروں کی معافی نماز کے ذریعہ ہوتی ہے۔

کبیرہ گناہوں کا کفارہ یعنی وہ اعمال جن سے یہ معاف ہو جائیں، جائز ہے، لیکن اللہ تعالی کے افعال دنیا اور آخرت میں دو طرح پر ہوتے ہیں، ایک اللہ کی سنت کے موافق اور دوسرے خرق عادت کے طور پر یعنی عام عادت و معمول کے خلاف۔ اور جو شخص بلا توبہ کے مر جائے، اس کے کبیرہ گناہوں کا خرق عادت کے طور پر معاف ہو جانا جائز ہے، اسی طرح جس شخص کے ذمے لوگوں کے حقوق ہوں اور وہ بلا توبہ مر جائے، تو ان حقوق کا خرق عادت کے طور پر معاف ہونا جائز ہے چنانچہ اس طرح (کبیرہ گناہوں کی معافی کے بارے میں) بہ نظر ظاہر نصوص میں جو تعارض پایا جاتا ہے، اس میں باہم مطابقت ہو جاتی ہے۔